بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

----- اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضرات محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و سلام ---

۲۵ رجب امام کاظم علیہ السلام

یہ ۲۵ رجب تھی کہ بغداد کے پل پر ایک زنجیر میں جکڑے ہوئے قیدی کی لاش پڑی تھی ۔ اُن کی دادی سیدۃ النساء العالمین کو پرسہ دینے کے لئے اور اُن کے پوتے قائم آل محمدؐ کو تعزیت پیش کرنے کے لئے ایک عالم کی دبئ کی مجالس سے یہ مضمون بنایا ہے ۔ اس باب الحوائج قیدی امام کے صدقے میں اللہ ہمارے بچوں کے علم میں اضافہ کرے اور جملہ مومنین کی ان کے وسیلے سے دلی مرادیں پوری ہوں۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہل اسلام نے کیسے کیسے لوگوں کو تخت حکومت پر جلوہ گر کیا اور اسلام کی باگ ڈور کیسے کیسے لوگوں کے ہاتھوں میں دی۔ اور اگر ہر دور میں اللہ کے سچے اور مخلص بندے نہ ہوتے تو اسلام کب کا فنا ہو چکا ہوتا۔ امام موسیٰ کاظمؑ کی زندگی میں اس وقت کے ظلم و جور کے حکمرانوں کو ذرا سکون مل گیا تھا کیونکہ وہ آل محمدؐ پر بنی اُمیہ کے کئے گئے انتہائی مظالم کا سہارا لے کر اور بنی امیہ کو نیست و نابود کر کے ان کی حکومت پر قابض ہو گئے تھے۔ اور جب حکومت ہی آل محمدؐ کے نام پر لی تھی تو ان کو ڈر تھا کہ اگر آل محمدؐ منظر عام پر آ گئے تو ان کی حکومت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرے گا۔ باقاعدہ پروگرام بنایا گیا کہ ایسے ظلم کئے جائیں کہ جس سے حکومت کے دامن داغدار نہ ہوں۔ ان کو قید خانوں یا گھروں میں بند کر دیا جائے۔ یہ عوام سے نہ ملنے پائیں اور اگر عوام پھر بھی ان کے خلاف نہ ہو سکیں تو ان کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے۔

امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام کی تمام کی تمام زندگی حیات و موت اور آلام و مصائب کا شکار رہی۔ آپ ۷ صفر ۱۲۸ھ میں منصور عباسی کے دور میں پیدا ہوئے۔ اسی نے آپ کے والد امام

جعفر صادقؑ کو زہر دے کر شہید کیا تھا۔ آج جبکہ ان ظالموں منصور، مھدی، ہادی اور ہارون کی قبروں کا بھی کہیں نشان نہیں ملتا بغداد اور بصرہ کے قیدی امام موسیٰ کاظمؑ کا روضہ آسمان سے آنکھیں ملا رہا ہے اور آواز دے رہا ہے کہ سلاطین دنیا آؤ اور حق کی فتح دیکھو۔ حکومت، دولت، کرسی، تخت، اور تاج سب سیلاب میں بہہ جاتے ہیں ۔مگر اللہ کا عطا کردہ علم اور کردار نہ کبھی پامال ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ ایک انصاری شخص نے امام کا گھوڑا روک کر بدتمیزی کے انداز میں پوچھا کہ آپ کون ہیں؟۔ آپ جدھر سے گزرتے ہیں لوگ آپ کا احترام کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا۔ اگر تو میرے شجرے کے بارے میں پوچھتا ہے تو میں محمدؐ مصطفیٰ کا فرزند ہوں۔۔۔ میرا وطن پوچھتا ہے تو اس کی زیارت ہر مسلمان پر فرض ہے۔۔۔ ہماری فضیلت کو کفار و مشرکین بھی پہچانتے ہیں۔ ہم اس خاندان کی یادگار ہیں جن پر ہر نماز میں درود پڑھنا فرض ہے۔۔۔ اگر انسان درود نہ بھیجے تو نماز نماز ہی نہ رہ جائے ،اس شخص نے جب یہ سنا تو گھوڑے کی لگام چھوڑ کر چلا گیا۔ شید یہ سوچا ہو کہ یہ تو ان کے فرزند ہیں جن کے لئے خانہ کعبہ کی دیوار میں ۱۳ رجب کو وقت ولادت در بن گیا تھا۔

ہم اپنے امامؑ کے چند واقعات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ حکومت نے کیا چاہا اور امامت نے کس طرح ان کے جادو کو بے اثر کر دیا۔ جب ہارون رشید نے مولا کے ماننے وال علی بن یقطین کو وزیر بنانا چاہا تو امام نے اجازت دے دی کہ شاید اسی طرح میرے چاہنے والے حکومت کے ظلم سے بچے رہیں۔ کسی نے ہارون سے چغلی لگائی کہ علی ان یقطین تو امام موسیٰ کاظمؑ کا مرید اور شیعہ ہے۔ ادھر امام نے علی بن یقطین کو حکم بھیجا کہ تم آج سے ہر نماز میں الٹا وضو کرنا یعنی (ی اہلسنت کے طریقے سے وضو کیا کرو)۔ وہ حیرت میں پڑ گئے کہ امام نے یہ کیا فرما دیا۔ لیکن آجکل کے مومن نہیں تھے۔ امام کا حکم تھا بحث نہیں کر سکتے تھے۔ ادھر ہارون نے اپنی سیکرٹ

سروس کے حکام کو کہا کہ ان کا امتحان میں خود لوں گا۔ ایک دن ہارون چھپ کر ابن یقطین کے وضو کے طریقے کو دیکھنے لگا۔ دیکھا کہ وہ تو سرکاری طریقے سے وضو کر رہے ہیں ۔ دوڑ کر لپٹ گیا۔ کہنے لگا لوگوں نے تمہارے خلاف بڑی شکایتیں کی تھیں لیکن مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارا عقیدہ صحیح ہے۔ لوگ تم سے حسد کرتے ہیں۔ دوسرے دن امام کاظمؑ کا پیغام پہنچا کہ اب تم ہمارے یعنی قرآن کی آیت کے مطابق۔ آلِ محمدؐ کے طریقے سے وضو کرنا۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ دنیا نے امام کے چاہنے والے کو تہِ تیغ کرنا چاہا تھا مگر امامت کے علم نے بچا لیا۔ جب کل کا فرعون کل کے موسیٰ کو فنا نہیں کر سکا تو آج کا فرعون آج کے موسیٰ کو کس طرح فنا کر سکتا تھا۔

دوسرا واقعہ علی بن یقطین کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ نے ایک فاخرہ لباس اور کچھ تحائف ابن یقطین کو بھیجو جو انہوں نے امام کاظمؑ ک بجھوا دیئے۔ چند دن بعد امام نے وہ بہترین لباس واپس کر دیا۔ تو ابن یقطین کو حیرت ہوئی۔ لیکن اچانک ابن یقطین کے ایک غلام نے خلیفہ سے شکایت کر دی کہ یہ امام کاظمؑ کے شیعہ ہیں اور جو لباس ان کو دیا گیا تھا وہ انہوں نے امام کاظمؑ کو دے دیا۔ بادشاہ نے فوراً میٹنگ بلائی اور اور اپنے وزیر اعظم ابن یقطین کو بھی طلب کیا۔ اور پوچھا وہ لباس کہاں ہے۔ ابن یقطین نے کہا وہ میرے گھر میں فلاں صندوق میں ہے۔ سپاہی بھیجے گئے اور وہ لباس لے آئے۔ خلیفہ نے اس غلام کو قتل کروا دیا۔

کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ امام کی صفت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امام لہو و لعب میں مصروف نہیں ہوتا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ امام کاظمؑ اپنی کم عمری میں ایک بکری کے بچے کو لئے چلے آ رہے ہیں۔ حیرت ہوئی کہ یہ کیسے امام ہیں کہ بکری کے بچے سے کھیل رہے ہیں۔ قریب جا کے دیکھا تو امامؑ بکری کے بچے سے فرما رہے تھے۔۔۔ کیا کھڑا دیکھ رہا ہے اپنے رب کا سجدہ کیوں نہیں کرتا؟۔ اس شخص نے دل میں کہا کہ واقعی اللہ کے نمائندے ایسے ہی ہوتے

ہیں۔۔امام کا مقصد جانوروں سے سجدہ کرانا نہیں تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ انسانوں کو ہوش آ جائے۔ کہ جب ہم جانوروں کے سجدہ نہ کرنے سے راضی نہیں ہیں تو انسانوں کی سرکشی سے کس طرح راضی ہو جائیں گے۔ کتنے افسوس سے ہم سنتے ہیں جب عام طور لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھتا ہو تو یقیناً وہ شیعہ ہے!!!۔۔۔اگر ہمارے اعمال عبادت خداوندی، سنت رسولؐ اور امام کے احکام کے مطابق نہیں ہوں گے تو وہ کبھی ہم کو اپنا شیعہ نہیں مانیں گے۔

امام کاظمؑ کی زندگی کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ اپنے پرائے سب درپہ آزار تھے۔

ایک دن ایک عیسائی راہب آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ سے بڑا توریت وانجیل کا عالم کوئی نہیں ۔ امام نے فرمایا۔ بھائی یہ بتا دے کہ حضرت مریمؑ کی والدہ کا کیا نام تھا ؟اور حضرت عیسیٰؑ کس روز کس وقت کس جگہ پیدا ہوئے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

میں کہوں گا مولا۔آپ کے نانا کی امت کو بھی اپنے نبی کی ولادت اور وفات کا دن تاریخ نہیں پتہ تو وہ بارہ وفات منا لیتے ہیں۔ پھر امامؑ نے اس کو بتایا کہ حضرت مریمؑ کی والدہ کا نام یونانی زبان میں مرثا ہے جس کا عربی ترجمہ وہیبہ ہوتا ہے۔۔حضرت عیسیٰؑ کا حمل جمعہ کے دن ظہر کے وقت قرار پایا تھا مرسل اعظمؐ نے اسی لئے جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا ہے۔ کہ یہ ایک تخلیق پیغمبر کا دن ہے لہذا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس دن اس وقت عبادت پروردگار میں اپنے سر جھکا دیں۔

جناب عیسیٰؑ کی ولادت منگل کے دن ہوئی جب ساڑھے چار گھنٹے دن چڑھ چکا تھا ۔اور وہ دریائے فرات کا کنارہ تھا۔ اللہ نے اس کی مناسبت سے دریا فرات میں بے انتہا برکت رکھ دی ۔اور جب لوگوں نے مریمؑ سے کہا کہ یہ بھونچال کیسے اور کہاں سے لے آئیں؟۔تمہارے خاندان میں تو کوئی گنہ گار بدکردار نہیں تھا؟ تمہارے ہاں بغیر شوہر کے بچہ کیسے ہوا؟۔تو بی بی خاموش تھیں ۔ادھر چند گھنٹے کی عمر والے برخوردار حضرت عیسیٰؑ نے بول کر ماں کی عصمت کی گواہی دی۔

یہ نہیں کہا میری ماں معصوم ہے بلکہ کہا۔۔۔انا عبداللہ ۔۔۔میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ نے مجھے کتاب اور نبوت عطا کی ہے۔اور مجھے نبی بنایا ہے۔بس یہ سننا تھا کہ سب یہودی وہاں سے یقین کے ساتھ چلے گئے۔حالانکہ جناب عیسیٰؑ نے یہ نہیں کہا کہ میری ماں بے قصور ہے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان بزرگوں کو پتہ تھا کہ جو بچہ نبی اور رسول ہوتا ہے اس کے بزرگ ماں باپ چچا دادا معصوم ہوتے ہیں ہر طرح کے رجس سے پاک ہوتے ہیں۔

پھر امام نے فرمایا تیری ماں کا نام سریانی زبان میں عنقالہ ہے اور عربی میں لمیہ ہے۔ تیرے دادا کا نام عنفور ہے۔۔تیرے باپ کا نام عبدالمسیح ہے حالانکہ عبداللہ ہونا چاہیئے تھا۔اس لئے کہ بندہ اللہ کا بندہ ہوتا ہے مسیح کا نہیں۔تیرے نانا کا نام جبریل تھا حالانکہ عبدالرحمٰن ہونا چاہیئے تھا ۔اس لئے کہ ملائکہ کے نام میں شرکت جائز نہیں۔انسانوں کو انسانوں جیسا نام رکھنا چاہیئے ۔مولا نے کہا کہ تیرے دادا کو شام میں قتل کر دیا گیا تھا وہ واقعہ بھی سنا دوں تو اس نے منع کیا۔اور کہا آپ صرف میرا نام بتا دیں۔امامؑ نے فرمایا تیرا نام عبدالصلیب ہے حالانکہ انسان خدا کا بندہ ہوتا ہے صلیب کا نہیں۔ راہب نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور ایمان لے آیا۔

ایک اور پادری نے مولا سے سوال کیا تھا کہ ہم کہتے ہیں شجر طوبیٰ کی جڑ جنت میں حضرت عیسیٰؑ گھر میں ہے اور آپ کہتے ہیں حضرت محمدؐ کے گھر میں ہے۔یہ متعدد جگہ کس طرح ہوسکتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا۔کیا یہ واضح نہیں کہ سورج آسمان میں ہے اور روشنی ہر گھر میں پہنچ جاتی ہے۔

پھر سوال کیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنت کے پھل جتنے کھائے جائیں کم نہ ہوں گے اور ختم نہ ہوں گے اس کی کوئی مثال دیجیئے؟امام نے فرمایا۔ایک چراغ سے جتنے چراغ روشن کرلو۔سب چراغ روشن ہو جاتے ہیں اور پہلے چراغ میں کمی نہیں آتی۔تیسرا سوال تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جنت میں کھانے پینے کے باوجود بول و براز نہیں ہوگا۔آپ نے فرمایا۔بچہ شکم مادر میں غذا کھاتا ہے اور بول و

برداشت نہیں کرتا۔ پھر پادری نے سوال کیا کہ جنت کے خدام بغیر حکم کے کیسے تعمیل کریں گے؟۔ امامؑ نے فرمایا۔ انسانی جسم کے اعضاء اور جوارح ضرورت کو سمجھ کر خود حرکت میں آجاتے ہیں۔ منتظر حکم نہیں ہوتے۔ (مثلاً پیر میں کانٹا چبھے تو ہاتھ فوراً وہاں پہنچ جاتا ہے اور کانٹے کو نکال دیتا ہے)۔

اب آپ دنیا کے بنائے ہوئے امام کا واقعہ بھی سن لیں۔ ۲ سال امام صادقؑ کے شاگرد رہے۔ جب ان کے سر پر حکومت نے ہاتھ رکھا تو دماغ میں آیا کہ مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ امام اعظم کا خطاب مل گیا۔ خود پیغمبرؐ کے ارشادات پر بھی اعتراض کرنے لگے۔ اسلام کو قرآن وسنت کی بجائے قیاس سے طے کرنے لگے۔ حضرت نے امام صادقؑ سے شکایت کی کہ آپ کے فرزند موسیٰ بن جعفرؑ ایسی جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے کہ جہاں سے لوگ برابر سامنے سے گزر رہے تھے۔ اس طرح خشوع وخضوع میں فرق آجاتا ہے۔ اتنے میں امام کاظمؑ تشریف لے آئے۔ امام صادقؑ نے فرمایا بیٹا اِن کو تمہاری نماز پر اعتراض ہے تم خود جواب دو۔ آپ نے فرمایا۔ بابا جان اِن سے کہہ دیجئے کہ میرا خدا مجھ سے اتنا قریب ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حائل ہی نہیں ہو سکتا۔ جب درمیان سے کوئی گزر ہی نہیں سکتا تو خضوع وخشوع میں فرق آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

یہ مسئلہ آجکل بھی بہت زور شور سے مسلمانوں میں ہے مومنوں میں نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ حرمین شریفین مکہ اور مدینہ میں اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ اور ہر ایک کی نماز صحیح رہتی ہے۔ بس خانہ کعبہ سے جدا ہوئے تو نئے نئے مسئلے یاد آنے لگے۔ ایک ماہ قبل ایک نبی زادے کی نسبت کا گوشت حج میں کھا کر آئے اور پاکستان پہنچ کر محرم آیا تو فتویٰ دینے لگے نذرِ اللہ۔ نیاز حسینؑ کھانا حرام ہے۔

آپ جانتے ہیں نماز مومن کی معراج ہے اور سجدہ نماز کی معراج ہے۔ جب امامؑ قید میں تھے تو آپ کے ایک چاہنے والے کو قید خانے کی چھت سے دکھایا گیا کہ دیکھو زمین پر کیا چیز نظر

آ رہی ہے؟۔اس نے کہا ایک چادر پڑی ہے ۔ کہا نہیں یہ تمہارے امامؑ سجدے میں پڑے ہیں۔ چودہ برس کی مختلف جیلوں میں قید نے میرے مولا کو اتنا کمزور کردیا تھا کہ صرف ۲۰ فٹ کی بلندی سے دیکھنے والے نے کہا کہ یہاں تو ایک چادر پڑی ہے۔

ایکدفعہ ایک عورت کو تیار کیا گیا کہ امامؑ کو بدنام کیا جائے۔ اس کو قید خانے میں بھیجا گیا اور کہا کہ تم امامؑ کو ترغیب دینا اور پھر شور مچا دینا اس طرح ہم لوگ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو جائیں گے اور اُن کی بدنامی ہوگی۔ رات بھر لوگ کھڑے رہے اور آخر صبح کو دیکھا تو عورت بھی لگاتار سجدے میں تھی اور سبحان ربی الاعلیٰ اور سبوح قدوس کہے چلی جارہی تھی۔ اس کو گھسیٹ کر قید خانے سے باہر لایا گیا اُ خلیفہ کے دربار میں لے گئے ۔تو کہنے لگی باخدا میں انتظار میں تھی لیکن انہوں نے سجدے سے سر نہ اٹھایا ۔۔ پھر میں نے آسمان سے آوازیں سننا شروع کی ۔لبیک لبیک یا عبدی اور میں بھی سجدے میں گر گئی اور جو لطف اس سجدے میں تھا اس کی وجہ سے سب کچھ بھول گئی۔ قدرت کی شان کہ امام قید خانے میں ہیں اور اُن کے فضائل بادشاہ کے دربار میں بیان ہوتے رہے۔

یہاں ہم ایک اور بندہ خدا کا واقعہ قرآن سے سنا دیں۔ یہ جناب یوسفؑ اور زلیخا کا ہے۔ جہاں جناب یوسفؑ کو زلیخہ سے واسطہ پڑا اور دامن یوسفؑ محفوظ رہا۔ عصمت پر کوئی دھبہ نہ آسکا۔ لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ یوسفؑ نے اپنا دامن تو بچا لیا مگر زلیخا کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکے۔ اور امام موسیٰ ابن جعفرؑ نے حکومت کی نمائندہ کو اپنا ہم خیال بھی بنا لیا۔ معلوم ہوا جو اپنا دامن بچالے اسے عصمت نبوت کہتے ہیں اور جو دشمنوں کو بھی اپنے سانچے میں ڈھال لے اسے عصمتِ امامت کہتے ہیں

شہادت امام موسیٰ کاظمؑ ..۲۵ رجب ۱۸۳ھ

ہمارا اسلام ہو خانوادہء رسولؐ کے اس امامؑ پر جس کی لاش ۲۵ رجب ۱۸۳ھ (۷۹۹م) کو بغداد کے پل پر اس حالت میں پائی گئی کہ ہاتھوں میں ہتکڑیاں تھیں اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ یہ ہمارے ساتویں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے۔ ۱۴ سال قید رہنے کے بعد خلیفہ کے حکم سے آپ کو زہر دیا گیا۔ زہر دینے کے ۳ دن بعد جب حالت زیادہ خراب ہوئی تو ایک عیسائی ڈاکٹر بلایا گیا تا کہ وہ تصدیق کردے کہ امامؑ طبیعی موت مر رہے ہیں۔

ڈاکٹر ابھی معائنہ کر ہی رہا تھا کہ امام نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آگے کر دیا جن کا رنگ نیلا ہو رہا تھا۔ طبیب نے اپنا سر پیٹ لیا اور یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ اِن کو تو زہر دیا گیا ہے پھر سندی بن شاہک نے وہ ظلم کیا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ وہ ظلم کیا تھا؟ امام کی زندگی ہی میں بستر کی چادر سمیت ایسا امام کو موڑا گیا جیسے دھوبی کپڑا سکھانے کے لئے ایک چادر کو مخالف سمت سے مروڑتا ہے۔ اور امام انتقال کر گئے۔

اب خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو بغداد کے پل پر زنجیروں سمیت ڈال دیا جائے، تا کہ صبح تک ان کی لاش جانوروں کے پیروں تلے روندی جائے اور ہم یہ اعلان کر دیں کہ یہ قیدی بھاگ رہا تھا اور مارا گیا۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جس پل پر آپ کی لاش لاوارثوں کی طرح رکھی گئی تھی وہ پل بغداد کے (۲) اہم حصوں کو ملاتا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ مزدور اپنے جانوروں کو لے کر پل کراس کرنے لگے تو جانوروں نے آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ مزدوروں نے دیکھا کہ وہاں ایک لاش زنجیروں میں جکڑی ہوئی پڑی ہے۔

اسی دوران ایک محمود نامی لوہار وہاں پہنچ گیا جس کے بارے میں تاریخ سے مختلف روایتیں ذاکرین اور علماء سے سنی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ (غالباً اس نے خواب دیکھا) کہ

اس کے دروازے پر آدھی رات کو ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائیں اور کہتی ہیں کہ محمود! تم کو یاد ہے کہ تم نے ایک سال پہلے منت مانی تھی کہ اگر اللہ مجھے بیٹا عطا کر دے تو میں کسی سیدزادے کی فری خدمت کروں گا۔ جاؤ منت پوری کرو۔ بغداد کے پل پر ایک سیدزادے کی لاش پڑی ہے اس کی زنجیریں کاٹ دو۔ چنانچہ زنجیریں کاٹی گئیں اور امام کا جنازہ مزدوروں نے ترس کھا کر اٹھایا اور آپ کا جنازہ وہاں لایا گیا جہاں بنی عباس کے لوگ رہتے تھے۔ جب شوروغل مچ گیا کہ یہ بیکس ومظلوم امام کا جنازہ ہے تو ہارون کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کے کانوں میں یہ آواز پڑی جس کا محل دریا کے کنارے تھا اس نے اپنے بیٹوں اور ملازموں سے کہا کہ یہ جنازہ طاقت کے زور سے لوگوں سے چھین لو۔ تا کہ احترام کے ساتھ بنی ہاشم اور قریش کے قبرستان میں دفن کیا جا سکے۔ سلیمان ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے محل سے باہر آیا اور جنازے کے پاس آ کر حکم دیا کہ جو بھی طیب ابن طیب کو دیکھنا چاہتا ہے وہ آ کر موسیٰ ابن جعفرؑ کا جنازہ دیکھ لے۔۔۔

ہائے ایک بے گوروکفن کے پوتے کو پورا قرآن لکھا ہوا کفن دیا گیا اور احترام سے دفن کیا گیا۔ میں کہوں گا اے غریب بغداد آپکے جنازے کی توہین ضرور ہوئی مگر ایک سلیمان تو پیدا ہو گیا۔ جس نے بظاہر بہترین طریقے سے کفن دے کر جنازے کو دفن کرا دیا

مگر ہائے غریبِ نینوا۔ مظلومِ کربلا۔ بہن موجود۔۔ بیٹا موجود ۔۔ بیٹی موجود۔۔ لیکن جنازہ جلتی ریت پر پڑا رہا۔ نہ کوئی کفن دینے والا ۔ نہ کوئی میت اٹھانے والا۔۔ نہ کوئی دفن کرنے والا۔۔ اے امام رضاؑ۔ اے غریب الغرباء ۔۔ اپنے باپ کا پرسہ لیجئے۔ مولا آپ تو اپنے بابا کے سرہانے وقتِ آخر آ گئے تھے ۔۔ مگر وہ بیٹا کیا کرے جو ہتکڑیوں میں جکڑا ہوا تھا اور باپ کے سرہانے بھی نہ آ سکا ۔ جس سے امام مظلوم کربلا نے کہا تھا۔۔ میرے لال۔ میں مرنے جا رہا ہوں۔ بیٹا میرے بعد کوفہ وشام کے بازاروں میں جانا ہوگا۔ بیٹا تیرے ساتھ سیدانیاں سر برہنہ ہوں گی۔ بیٹا

صبر کرنا۔ صبر کرنا۔ ہائے عابدِ بیمار کی زندگی ہی میں بیڑیاں تو کٹ گئی تھیں طوق اتر گیا تھا مگر افسوس ہمار اباب الحوائج امام کی مظلومیت۔ ہاتھوں میں ہتکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں

(اپنے مختلف وقت میں بنائے گئے مضامین سے جوڑ کر بنایا۔ طالب دعا نذر عباس۔ ۲۵ رجب ۱۴۲۷)